

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222379

UNIVERSAL
LIBRARY

نفس بہزاد

بہزاد لکھنوی

دیت بریلی

جلیل اکادمی

طبع اول

اس دیوان کے حلیہ حقوق راسی
بجی نوبہار بکڈیوڈنی محفوظ ہیں

قیمت ۸

باہتمام خلیل الرحمن (پبلشر) بریلی الیکٹریک پریس بریلی میں چھپکر قومی کتب خانہ بریلی
سے شائع ہوئی

“

 ”

میں ” نقش بہزاد “ کو اپنے مرشد و ہادی حضور شاہ
 محمد تقی عرف عزیز میاں صاحب راز نظامی نیاززی سجادہ نشین
 خانقاہ نیاززیہ بریلی شریف کے نام اقدس سے معنون کرتا ہوں۔

بہزاد لکھنوی

ارجوری ۱۹۲۲ء

عرضِ حال

اب تک مارکیٹ میں میرے آٹھ مجموعے آچکے ہیں۔
 میں نے کسی میں بھی اپنی شاعری کو شاعری اور خود کو شاعر نہیں
 بتایا اور نہ سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اپنے دل کی مختلف
 کیفیتوں کو ماحول اور وقت کے لحاظ سے نظم کر دیتا ہوں۔ بد
 لوگ اسے پسند کرتے ہیں یہ ان کی ذرہ نوازی ہے۔ اغلاط کا
 مجھ کو خود اعتراف ہے، لیکن میں اپنی صحیح کیفیات کو فنا نہیں کرنا
 چاہتا۔ امید ہے کہ معاف کیا جاؤں گا۔

اس کے ساتھ ساتھ مجھ کو اپنے محترم دوست حضرت انور

سہسوانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا ہے کہ جناب نے نقش بہراد
 پر مقدمہ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ موصوف نے مقدمہ میں جو
 کچھ تحریر فرمایا ہے وہ صرف خلوص اور محبت کے تحت میں تحریر
 فرمایا ہے۔ ورنہ میں خود میں وہ خوبیاں نہیں پاتا جو انور صاحب
 نے ظاہر کی ہیں۔

انور صاحب ایک فاضل حکیم اور بلند پایہ شاعر ہیں اور
 اس مقام پر انہوں نے اپنے شاعری کے ذوق سلیم کا ثبوت
 دیا ہے۔

بہراد لکھنوی

یکم جنوری ۱۹۳۱ء

هُوَ الْحَكِيمُ

مقدمہ

از شاعرِ دورانِ وسج زباں عالیجناب حکیم محمد ضامن الرحمن
صاحب سہسوانی مولوی فاضل حکیم کاتل، زبیرۃ الحکماء

اڈیسر ماہنامہ ”عزمی“ دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَصْحٰبِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

میرے عزیز و محترم دوست حضرت بہزاد لکھنوی کی ذات گرامی
کو نہ کسی تعارف کی ضرورت ہے اور نہ ان کی شاعری کو کسی
تعریف و توصیف کی احتیاج۔

اس سلسلہ میں خامہ فرسائی کرنا گویا آفتاب کو سپر اراغ دکھانے کے مصداق ہے۔ ع

عاصتِ مشاطہ نسبتِ روئے دل آرام را

موصوفت کی عام فہم اور جذباتی شاعری نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر بھی مقبول خاص و عام ہو چکی۔

آپ کی شاعری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ثقیل اور دقیق الفاظ کی شرمندہ احسان نہیں ہے۔ اس میں لکھنؤ کی نازک اور پاکیزہ زبان کی چاشنی، حلاوت، اور جذبات کی ترجمانی ایک نزلے اور اچھوتے انداز سے پائی جاتی ہے۔

ان کی شاعری موجودہ دور کی مغربی شاعری سے بھی متاثر نظر آتی ہے مگر اسی حد تک جس سے رنگینی و قدرتِ جذبات پیدا ہو سکے۔

اندازِ بیان، الفاظ کا جوڑ توڑ، خیال کا اچھوتا پن۔ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو موصوفت کی شاعری میں ایک نمایاں درجہ رکھتی ہیں۔

بہزاد صاحب چونکہ اختلاج قلب کے مریض ہیں اس لئے ان کی شاعری اور بھی قابل قدر اور انمول بن گئی ہے۔ شعر گوئی اور شعر خوانی کے وقت اختلاجی دور سے بہت زیادہ پڑنے لگتے ہیں اور اس روح فرساتکلیف کے باوجود بھی آپ شعر کہتے اور پڑھتے ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر شعر کہتے ہیں۔ بلکہ اختلاجی کیفیت اور تکلیف میں خود شعر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ موصوف کی زندگی گونا گوں مصروفیتوں اور بوقلموں مشکلات سے بھرپور ہے۔ ریڈیو کی ملازمت نے ان کو اتنا عظیم الفرصت بنا دیا ہے کہ لوگوں اور اجاب کے اصرار پر ہم اور ذاتی کوشش کے باوجود بھی اکثر شعری و ادبی مجالس و مشاعروں میں شرکت نہیں فرما سکتے اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ بیڑنی اجاب نے اپنی محافل ادب میں آپ کو مدعو کیا اور موصوف نے وعدہ بھی کر لیا مگر پھر بھی وہاں نہ پہنچ سکے۔

ہر انسان اپنے گرد و پیش کے حالات سے مجبور ہو کر دوسروں کی دل شکنی کا باعث بھی ہو جایا کرتا ہے۔ بعینہ

یہی حالت حضرت بہزاد کی بھی ہے۔ ان کی انتہائی مصروفیت ان کو اس درجہ مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنے ادبی ذوق کی تکمیل کو شکایت کا موقع مل جاتا ہے۔

جہاں تک میرے دیرینہ تعلقات ، وابستگی اور معلومات کا تعلق ہے۔ میں ذوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بہزاد صاحب کا بلند اخلاق ، انکساری اور رواداری حقیقتاً قابل تقلید ہے۔ وہ خود کبھی نہیں چاہتے کہ کسی بزم ادب یا محفل شعر و سخن میں شرکت سے پہلو ہٹی کریں بلکہ ان کی پابندیاں مجبور یاں۔ اور عظیم الفرصتیاں ہی اکثر اس میں سدرہ ہو جاتی ہیں۔ وہ معذور ہیں اور مجبور جس کی وجہ سے وہ کسی طرح بھی مورد الزام نہیں ٹھہرائے جاسکتے۔

مجاشرتی الجھنیں۔ مصروفیتیں اور دنیاوی آرام و انکار انسان کے احساسات کو پامال اور اس کے جذبات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا کرتے ہیں۔ مگر حضرت بہزاد کی حیات شعری ان تمام رکاوٹوں کو ٹھکراتی ہوئی برابر نہایت تیز رفتاری سے

آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ان کی قیادہ الکلامی - بدیہہ البیانی اور پُرگوئی کا یہ عالم کہ ہر وقت ہر رنگ میں ایسے شعر کہہ دیتے ہیں جو شعریت کا اعلیٰ نمونہ اور رنگین جذبات سے بھرپور ہوتے ہیں۔

اکثر ایسی انتہائی مصروفیت میں بھی جبکہ بات کرنے کا بھی ہوش نہیں ہوتا لوگوں کی فوری فرمائشات پوری کرتے ہیں جہاں کسی نے آکر فرمائش کی دس پانچ منٹ میں اس کے حسبِ منشاء اشعار کہہ کر اس کے حوالے فرما دیتے ہیں۔ ان کی طبیعت پر یہ نہایت ہی گراں گزرتا ہے کہ کسی کی فرمائش کو رد کر کے اس کی دل شکنی کی جائے۔

مختصر یہ کہ موجودہ دور میں موصوت کی ذات گرامی اس اپنے طرز کی اچھوتی اور خاص رنگ کی شاعری کے لئے یگانہ روزگار اور اپنا آپ جو اب ہے۔ اب تک ان کے کلام کے متعدد مجموعے منظر عام پر آکر قدر دانوں سے خراج تحسین و آفرین حاصل کر چکے ہیں۔

زیر نظر مجموعہ "نقش بہزاد" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں صوری و معنوی، شعری و ادبی خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہیں۔ اشعار کیا ہیں ندرتِ خیال کا گنجینہ اور ولی جذبات کا امینہ ہیں۔

یہ میرا مقدمہ کیا ہے۔ حقیقتہً ایک توہینِ ادب ہے۔ کجا میری بیچمدانی و بے بضاعتی۔ اور کہاں کلامِ حضرت بہزاد پر تنقید یا اس کے مقدمہ پر خامہ فرسائی۔ من آنم کہ من دانم، محض تعمیلِ ارشاد ہے اور بصدق "الأصل فوق الادب" جو حقیقت تھی وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سپرد قلم کر دی ہے اس مجموعے میں مجھے کوئی ایسا پہلو نظر نہیں آیا جہاں میری نظریں رُک جاتیں۔

میں اب ان سطور کو قطعاً تاریخ پر ختم کرنا چاہتا ہوں اور دست بردا ہوں کہ خدا تعالیٰ حضرت بہزاد کو رہتی دنیا تک قائم رکھے اور ہمیشہ اسی طرح ان کا تازہ بتازہ کلام زمانے سے خراجِ قبول حاصل کرتا رہے۔

آمین۔ عی اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

انور سہوانی
یکم جنوری ۱۹۲۲ء

قطعات تاریخ نقش بہزاد

(۱)

از فضلِ خدائے پاک و برتر
 مطبوع شدہ پیام بہزاد
 مقبولِ خلائق و زمانہ
 عنوانِ دوامِ تام بہزاد
 انور پتے سالِ ہجرتش گفت
 خورشیدِ فلکِ کلامِ بہزاد

نقش بہزاد چوں بہ پیکر طبع
 رونما گشت - شد دل من شاد
 ہر کہ دید این کلام روح فزا
 از غم و رنج و ہم شدہ آزاد
 سال طبعش بہ عیسوی انور
 گفت - چتر فضیلت بہزاد

۱۹ ۶ ۲۲

انور سہسوانی

یکم جنوری ۱۹۲۲ء

فریب نگاہ

الزام میرے دل پہ ہے کیوں اشتباہ کا
 سارا قصور ہے یہ فریب نگاہ کا
 مجھ کو تلاش کرتے زمانہ گذر گیا
 رعبر ملا نہ کوئی محبت کی راہ کا
 میرے سر نیاز کو معراج بل گئی
 ہے سنگ در نصیب تری بارگاہ کا
 میں خود تباہ ہونے لگا چل کے ساتھ ساتھ
 مجھ کو صلا ملا ہے یہ مجھ سے نباہ کا

بتیاب یہ نظر بھی ہے مضطر جگر بھی ہے
 مارا ہوا ہوں اک نگہ بے پناہ کا
 ہر اک گناہ گار پر رحمت کی نظر ہے
 کیوں کرنے اعتراض کروں میں گناہ کا
 بہزادِ حُسن چیز ہے کیا ہے جمال کیا ؟
 اک کھیل ہے فقط یہ ہماری نگاہ کا

اعجازِ عشق

عشق کی یہ صورتِ اعجاز ہے
 ہر تمنا مائل پرواز ہے
 دل لئے جاتا ہے ہر جانب مجھے
 ہر طرف کیا آپ کی آواز ہے
 میری دُنیا وقفِ صدِ حضرت ہے اور
 ان کی دُنیا محوِ حُسنِ ناز ہے

تھک چکی ہے ڈھونڈ کر میری نظر
 آج تک اُن کی تجلّی راز ہے
 جس کو تم کہتے ہو آہِ نیم شب
 یہ آواز شکست ساز ہے
 کیا مرے دل نے مجھے دی ہے صدا
 یہ تو بے حد دُور کی آواز ہے
 کیا کہوں بہزاد کی دنیا کو میں
 اس کی دنیا وقفِ سوزِ ساز ہے

تسّم نوبہ نو

مری حسرتیں اب کہاں ہنس رہی ہیں
 مرے غم کی خود اریاں ہنس رہی ہیں
 ترے ہر کرم پر ترے ہر قسم پر
 جنوں کی دفا کاریاں ہنس رہی ہیں

تجھے دیکھ کر اب تمنائیں میری
 جہاں رو رہی تھیں وہاں ہنس رہی ہیں
 ترے آج اس زہد و تقویٰ پہ زاہد
 مری یہ گنہ گاریاں ہنس رہی ہیں
 ترے حسنِ فانی پہ مجھ جوانی؟
 نگاہیں بھی بن کر جواں ہنس رہی ہیں
 تری مسکراہٹ پہ جانِ تبسم
 مرے دل کی غم خواریاں ہنس رہی ہیں
 جو غمگیں تمنائیں بہزاد کی تھیں
 تجھے دیکھ کر ناگہاں ہنس رہی ہیں

مخملِ خیال

حال یہ ہے عجیب حال میں ہوں
 آج کل آپ کے خیال میں ہوں

کیا خبر مجھ کو کون حال میں ہوں
لوگ کہتے ہیں میں وبال میں ہوں

اب ہے تنہائیوں میں یہ عالم
جیسے میں محفل خیال میں ہوں
اللہ اللہ ملال کی لذت

یہ خوشی ہے کہ میں ملال میں ہوں
حمنشوں میں ہیں آج کون و سکاں

آج میں وقفِ عرضِ حال میں ہوں
مجھ کو اپنی خبر کہاں ساقی

مست رنگینیِ خیال میں ہوں

آج ان کا خیال ہے بہزاد

آج میں مست ہر خیال میں ہوں

وقفِ مجاز

ناز والے یہ ناز رہتے دے
 غم کی دنیا کو راز رہنے دے
 مطرب خوش گلو ترے صدقے
 نغمہ دل گداز رہنے دے
 وہ اٹھیں پھر گھٹائیں اے ساتی
 سیکدہ آج باز رہنے دے
 تو حقیقت تلاش کر زاہد
 مجھ کو وقفِ مجاز رہنے دے
 ناز کا لطف، بخشنے والے
 مجھ کو محو نیاز رہنے دے
 مجھ کو سمجھانے واغظِ ناداں
 یہ نشیب و فراز رہنے دے

محو آئینہ بن کے وہ بہزاد
ذکر آئینہ ساز رہنے دے

کیفیاتِ حسین

ذرے جو منور ہیں روشن جو ستارے ہیں
میں تو یہ سمجھتا ہوں سب رنگ تمہارے ہیں
کیوں دیکھ رہے ہو تم تاروں کی درخشانی
تارے نہ اہیں سچو آہوں کے شرارے ہیں
دیوانہ سا آیا ہوں میں ان کی جو محفل میں
کچھ ان کے اشارے ہیں کچھ دیکھے اشارے ہیں
تم ہم سے نظر پھیرو ہم تم یہ نط رڈ ایں
تم اور کسی کے ہو اور ہم تو تمہارے ہیں
خود پر بھی تباہی ہے دل پر بھی تباہی ہے
تیری ابھی اُلفت میں کچھ دن ہی گزارے ہیں

وہ چمکے ہوئے تارے یہ نکھرے ہوئے ذرے
 وہ رات کے منظر ہیں یہ دن کے نظارے ہیں
 بہزادِ حزیں میں تو دیوانہ الفت ہوں
 آنکھوں میں مری نہاں ساون کے نظارے ہیں

غزورِ محبت

محبت پر بہت مغرور ہوں میں
 ابھی منزل سے کوسوں دور ہوں میں
 حسین جلووں کا مرکز بن گیا ہوں
 ادھر دیکھو سراپا طور ہوں میں
 جہانِ عاشقی میں ضبط کے ساتھ
 فغاں کرنے پہ بھی مجبور ہوں میں
 چڑھا دو مجھ کو تم دارِ نظر پر
 محبت کی قسم منصور ہوں میں

جفاؤں سے نہ اپنی دست کش ہو
 جفائے حُسن پر مسرور ہوں میں
 قریں تر ہوں زمانہ کی نظر سے
 مگر اس کی نظر سے دور ہوں میں
 مری ہستی کو اے بہزاد دیکھو
 کہ خود ناظر ہوں خود منظور ہوں میں

وارداتِ شوق

باقی نہیں اب کوئی بھی سامانِ محبت
 و اماںِ محبت نہ گریبانِ محبت
 نالوں سے نہ واقف ہوں نہ آہوں سے ہوں واقف
 مجھ سا بھی نہ ہوگا کوئی نادانِ محبت
 اس حال کو اللہ رکھے تا بہ قیامت
 جس حال میں ہے آج پریشانِ محبت

کیوں کرنے بھلا ہو تری اک شوخ نظر سے
 آسودہ گل آج گلستانِ محبت
 آجانِ محبت تجھے اک راز بتا دوں
 نکلے گا نہ دل سے کبھی ارمانِ محبت
 اک تیری وفا پر مری دنیا ہے تصدق
 اے جانِ نظر جان و دل و جانِ محبت
 ہر نقشِ کفِ پا پہ ترے ہے سر پہراد
 قائم رہے دنیا میں یہ ایمانِ محبت

حسُنِ جلوہ

وہ ہر جانبِ نظر فرما رہے ہیں
 جو ملتا ہے اسے ترپا رہے ہیں
 ہمیں پر ہے نوازش کی نظر بھی
 ہمیں کو ٹھو کریں کھلوا رہے ہیں

X اری توبہ تجھے اب ہم کہیں کیا
 کہ بادل آ رہے ہیں جا رہے ہیں
 تمہیں یہ مستقل پردہ نشینی
 نگاہ شوق کو ترسا رہے ہیں
 مری دنیا سے ان کو واسطہ کیا
 مری دنیا پہ وہ کیوں چھا رہے ہیں
 اب اس پر بھی یقین مجھ کو نہ آئے
 مرے سر کی قسم وہ کھا رہے ہیں
 سمجھنا پڑ رہا ہے ہم کو سب کچھ
 ہمیں ہنزا د وہ سمجھا رہے ہیں

احساسات

آنکھ میں اشک ہیں ضرور اشک مگر بہائے کون
 دلی لگی ہی خوب ہے دلی لگی بجھائے کون

حیرتِ غم کا جوش ہے۔ میری زباں خموش ہے
 میرا پتہ تو تو بتا تیرا پتہ بتائے کون
 کٹنے دو ایک رنگ میں میرا نیا ز عاشقی
 غم میں ہنسوں تو بات ہے عیش میں مسکرائے کون
 کرنے بھی دو انہیں حجاب کرنے بھی دو ذائقہ
 یہ تو نظر کا کام ہے رنگِ نظر چھپائے کون
 چھائی سب پہ بے خودی عام رنگِ بندگی
 اپنے سر نیا ز کو در سے ترے اٹھائے کون
 تیری ہی جب نظر نہیں اپنی اسے خبر نہیں
 تیرے خراب ہوش کو ہوش میں آج لائے کون
 حسن کی تو یہاں وہاں لٹ چکیں سب تجلیاں
 اب تری جلوہ گاہ سے اپنی نظر اٹھائے کون

کائناتِ غم

پاس اب غم کی کائنات نہیں
 زندگی ہے مگر وہ بات نہیں
 زندگی ہے مگر حیات نہیں
 اپنی قسمت میں ہی وہ رات نہیں
 غم میں آنسو نہیں نکلتے ہیں
 اب وہ دور تکلفات نہیں
 اے دل مدعا طلب ہشیار
 اب تو نفرت ہے التفات نہیں
 چھوڑ کر مضطرب مرے دل کو
 آپ جاتے ہیں کوئی بات نہیں
 اک نظر تھی جو لے اڑی دل کو
 ہر نظر دل کی کائنات نہیں

ان سے میں بات کیا کروں بہزاد
بات یہ ہے کہ کوئی بات نہیں

بیخودی عشق

غم نہیں ہے ہمیں ملال نہیں
حال یہ ہے کہ کوئی حال نہیں
اب ستم ہو تو کیا کرم ہو تو کیا
اب کسی بات کا خیال نہیں
اک نظر کہہ گئی جو کہنا تھا
ہر نظر مائل سوال نہیں
اب تو کچھ کچھ سکوں بھی ملتا ہے
بمضطرب ہوں مگر حال نہیں
اپنی بربادیوں کا کیوں غم ہو
یہ تو آغاز ہے آل نہیں

مل چکا مجھ کو جو بھی ملنا تھا

اب مجھے حسرتِ سوال نہیں

بیت جاتے ہیں دن بھی سادون کے

میری توبہ کا اب وہ حال نہیں

ساری دنیا ہے منفعل لیکن

ان نگاہوں کو انفعال نہیں

اب تو ہے اپنی جستجو مجھ کو

ان کا ملنا تو کچھ مجال نہیں

اب تو یہ سر ہے اور وہ نقش قدم

سراٹھاؤں میری مجال نہیں

تیرا جلوہ رہے قیامت تک

عشق پابند ہر مجال نہیں

ضبط کرنا کمال ہے بہراد

آہ کرنا کوئی کمال نہیں

ضروریات

الگ سب سے اپنا جہاں چاہتا ہوں
محبت کے کون و مکاں چاہتا ہوں

مجھے چاہئے اک زمین محبت
محبت کا اک آسماں چاہتا ہوں

خدا کے محبت خدائے جوانی
محبت کا عالم جو اں چاہتا ہوں

اٹھائے نہ اٹھوں جگائے نہ چونکوں
اب اک ایسا خواب گراں چاہتا ہوں

جہاں میں ملے ہیں ستم گر تو لاکھوں
جہاں میں اب اک مہرباں چاہتا ہوں

نیشن پہ گر روز اسے برق سوزاں
نیا روز اک آشیاں چاہتا ہوں

وہ بہز آدنا لہ ہو یا کوئی نغمہ
ہر اک شے سے محبت نشاں چاہتا ہوں

التجائے شوق

اے حسن کل نہ جلوہ لیل و نہار بن
میرے جہانِ عشق کا پروردگار بن
مجھ کو تو نے نخبِ دل یا لطفِ اضمطراب
میری طرح سے تو بھی تو کچھ بقیار بن
آتا ہے مجھ کو لطف بہت انتظار میں
تیرے نثار حاصل صد انتظار بن
مجھ کو عزیز ہیں یہ مری غم نصیبیاں
یہ کون کہہ رہا ہے کہ تو غم گسار بن
اے حسن یار آ کے نگاہوں کے سامنے
میری نظر میں جلوہ بے اختیار بن

رنگِ خزاں تو واقعی توہینِ حسن ہے
 بنا اگر ہے تجھ کو تو رنگِ بہار بن
 اے حسنِ دل نشیں تجھے بہزاد کی قسم
 جس طرح ہو سکے تو محبتِ شعار بن

تمنائے دل

تیرے جمال کی طرف نگاہ بھی نہ کر سکا
 وہ کیا کرے جو زندگی تباہ بھی نہ کر سکا
 عجیب ہے یہ جبر بھی عجیب اختیار بھی
 نگاہ سے نہ بچ سکا نگاہ بھی نہ کر سکا
 کسی کے پاس جائے کیا کسی کو غم بتائے کیا
 جو ضبط بھی نہ کر سکا جو آہ بھی نہ کر سکا
 تری نگاہِ ناز نے مٹا دیا اک آن میں
 تری نگاہِ ناز کو گواہ بھی نہ کر سکا

میں اس کو یاد کیوں کروں مجھے ہے دل سے کام کیا
 جو ساتھ بھی نہ دے سکا نباہ بھی نہ کر سکا
 بہت وہ بے شعور ہے وہ رحمتوں سے دور ہے
 جو اپنا دنتِ عمل سیاہ بھی نہ کر سکا
 کچھ ایسی چھائی بے خودی پلٹ گئے ہو اس بھی
 گناہ کا خیال تھا گناہ بھی نہ کر سکا

منزلِ عشق

محبت سے دل کو میں آگاہ کر لوں
 ذرا ٹھیرو ہلکی سی اک آہ کر لوں
 بتاؤ ذرا میرے ہو جاؤ گے تم
 میں دل میں تمہارے اگر راہ کر لوں
 مزہ چاہ کرنے کا آجائے مجھ کو
 کسی بے وفا سے اگر چاہ کر لوں

اٹھاؤ نظر۔ جب ہی الزام دینا
 اگر اپنے دل کی میں پرواہ کروں
 جب ہی آئیں گی لذتیں رہروی کی
 ذرا اپنے دل کو میں گمراہ کروں
 رہ عشق میں منزل عاشقی کے
 تصور ہی کو اپنے ہمراہ کروں
 اجازت اگر ہو تو بہزاد مضطر
 فقط ایک سجدہ سرِ راہ کروں؟

گفتگو

کرتا ہوں میں جہاں کے نظاروں سے گفتگو
 ذروں سے دن کو رات کو تاروں سے گفتگو
 کچھ آپ ہی بتائیں کہ آخر کرے گا کون
 ان منزل امید کے باروں سے گفتگو

— ان کی نظر بھی پھر گئی۔ سچ ہے جہان میں
کرتا ہے کون عشق کے ماروں سے گفتگو

میری نگاہِ جن طلب کر رہی ہے آج
ہر گلشنِ حسین کی بہاروں سے گفتگو

ہاں یاد کیوں نہیں ہے مجھے یاد ہے ضرور
نظروں سے گفتگو وہ اشاروں سے گفتگو

کیوں نیند کو بلاؤں کہ آہوں کے ساتھ ساتھ
کرنی ہے رات بھر مجھے تاروں سے گفتگو

کرتا ہے عشق مجھ کو بہتر آزاد مبتدا
کروں بساطِ عشق کے ہاروں سے گفتگو

انکشافِ حقیقت

ہر نظر میں حجاب ہے ان کی
آنکھ جامِ شراب ہے ان کی

ہر نظر کیوں نہ لے اڑے دل کو
 ہر نظر کامیاب ہے اُن کی
 کل جو بیمار حسن و آفت تھے
 آج حالت خراب ہے اُن کی
 جن کو کچھ بھی لگاؤ ہے تم سے
 زندگی اک عذاب ہے اُن کی
 ہے نظر ان کی جن غریبوں پر
 دولتِ اضطراب ہے اُن کی
 اپنے جلووں کی قدر ہے ان کو
 بات یہ لا جواب ہے اُن کی
 اے گھٹا کل جو اہل ثوبہ تھے
 آج نیت خراب ہے اُن کی

جن پہ ان کا کرم ہے لے بہنراؤ
 زندگی کامیاب ہے اُن کی

اضطرابِ دل

دیکھ سکنے کی ہوس کو تاب نہیں
 آپ کے حسن کا جواب نہیں
 دل کو میرے ہے اضطراب مگر
 میری نظروں کو اضطراب نہیں
 جس جگہ بھی ہیں آپ کے جلوے
 کس کا عالم وہاں خراب نہیں
 میری جانب تو یہ نہیں نظر کریں؟
 میری جانب تو یہ خطاب نہیں
 کیا نہیں مبتلائے الفت میں
 کیا مری زندگی عذاب نہیں
 کیسا تاریک ہے یہ دل کا جہاں
 ان کے جلوے جو بے نقاب نہیں

سامنے اُن کے آج اے تہزاد
ہے۔ مگر اتنا اضطراب نہیں

فضائے محبت

میں ان کی نظروں میں سمایا ہوا ہوں
فضائے محبت پہ چھپایا ہوا ہوں
میں محفل میں اُن کی جو آیا ہوا ہوں
بلایا ہوا ہوں بلا یا ہوا ہوں
بوں پہ مرے کیوں نہ ہوسکراہٹ
نظر کا تری گدگدایا ہوا ہوں
میں رو کے کسی کے بھلا رک سکوں گا
تصوّر کی رو کا بہنایا ہوا ہوں
قسم یاد کی اور قسم بھولنے کی
میں بھولا نہیں ہوں بھلایا ہوا ہوں

بھلا سوؤں گا کس طرح چاند تارو
 کہ میں حسرتوں کا جگایا ہوا ہوں
 کسی کے ہیں بہزاد جو رستم کا
 بگاڑا ہوا ہوں بنسایا ہوا ہوں

نظام زندگی

عشق کی اب وہ عسج و شام نہیں
 زندگی کا کوئی نظام نہیں
 کیا حکومت ہے آج تو بہ کی ؟
 آج ساتی جو دورِ جام نہیں
 — آنکھ میں جو شراب ہے ساتی
 اس کا پینا کبھی حرام نہیں
 جھوٹ ہے آپ کا یہ عہد وفا
 یہ تو میرا خیالِ خام نہیں

جتنا جلووں کا انتظار ہے عام
 اُن کے جلوے تو اتنے عام نہیں
 کیا یہ سچ ہے کہ لوگ کہتے ہیں
 حسن کی زندگی دوام نہیں
 آپ کی ہر غزل میں ہے اک درد
 اس میں بہزاد کچھ کلام نہیں

خوفِ ماحول

عشقِ وقفِ فغاں نہ ہو جائے
 غم کی دنیا جواں نہ ہو جائے
 تیرے قدموں کا فخر ہے اس کو
 یہ زمیں آسماں نہ ہو جائے
 کر رہے ہو جو آج لطف و کرم
 تم سے دل بدگماں نہ ہو جائے

جان دینے سے عشق و الفت میں
زندگی جاوداں نہ ہو جائے
ناکمل ہے داستاں ابھی
ختمِ عمر رواں نہ ہو جائے
کہہ رہا ہوں میں داستانِ الم
کل جہاں نوحہ خواں نہ ہو جائے
تم نہ المو یہاں پہ رُخ سے نقاب
حشر برپا یہاں نہ ہو جائے
فکر اس کی ہے مجھ کو اے بہرآد
مجھ سے وہ بدگماں نہ ہو جائے

فسانہِ عم

تجھے بھی بھولنے والے بھلا چکا ہوں میں
فسانہِ عمِ الفت سنا چکا ہوں میں

بشکل نالہ و شیون بشکل آہ و قعاں
 جہاں کو نعمتہ الفت سنا چکا ہوں میں
 ترے خیال سے اب واسطہ نہیں مجھ کو
 ترے خیال کو دل سے بھلا چکا ہوں میں
 سنا کے قصہ الفت سنا کے قصہ غم
 ہر ایک شے کو جہاں کی رلا چکا ہوں میں
 نہ دے مرے دل غمگیں مجھے فریب نہ دے
 کسی کے حُسنِ ظہر میں سما چکا ہوں میں
 تمہارے بزم کے ماحول سے میں واقف ہوں
 تمہاری بزم میں سو بار آچکا ہوں میں
 بھلا نہ یاد کریں کیوں مجھے وہ لے بہرآد
 کہ آرزوؤں کی دولت لٹا چکا ہوں میں

جہاں میں ہوں

ہر اک شے کا جدا انداز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 وہاں نالہ بھی بے آواز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 وہاں پڑھیلیتی پھرتی ہیں تقدیریں زمانے کی
 غرض اک محشر صد ناز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 وہاں دانستہ گم ہو جاتی ہے موجِ ترنم بھی
 تماشائے شکست ساز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 محبت کی صدا میں پے پے آتی ہیں ذروں سے
 زمانہ گوشِ برآواز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 وہاں منزل نہیں ہوتی وہاں رہبر نہیں ہوتے
 وہاں انجام کا آغاز ہوتا ہے جہاں میں ہوں
 میں دو لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں اپنی رفعت کو
 وہاں پر زنگِ رُخ پرواز ہوتا ہے جہاں میں ہوں

وہاں کا ذرہ ذرہ شعرت میں ڈوب جاتا ہے
وہاں بہتر ادھی ہمارا نہ ہوتا ہے جہاں میں ہوں

حالتِ اضطراب

وہ مرا پیچ و تاب دیکھیں گے
حالتِ اضطراب دیکھیں گے
ذرے ذرے کو تیرے صدقے میں
رتک صد آفتاب دیکھیں گے
تیری مست ہنکھریوں میں اے ساقی
لطفِ کیفِ شراب دیکھیں گے
ان کو دیکھیں گے اپنے پہلو میں
جام میں آفتاب دیکھیں گے
رات تاریک ہے چلے آؤ
جلوہ ماہتاب دیکھیں گے

سہمی سہمی نظر کی قسم
ان کا حسن حجاب دکھیں گے
ہم تو سوتے ہیں اس لئے بہزاد
کوئی رنگیں خواب دکھیں گے

رنگِ شباب

یوں ہے ظالم ترے شباب کا رنگ
جیسے شیشے میں ہو شراب کا رنگ
کیا دکھاؤں میں پیچ و تاب کا رنگ
ہے عیاں رخ سے اضطراب کا رنگ
کب جفا ہے وفاؤں کے بدلے
ہے زمانہ کے انقلاب کا رنگ
— یوں چمکتے ہو تم حسینوں میں
جیسے تاروں میں ماہتاب کا رنگ

ہیں ہر اک شے میں آپ کے جلوے
 ہے ہر اک چیز میں جناب کا رنگ
 بدلا بدلا سا آ رہا ہے نظر
 آج پھر دیدہ پر آب کا رنگ
 یہ گلابی سے دیکھنا بہتر
 ان کے جلوے میں یا نقاب کا رنگ

کیفیاتِ آرزو

آپ کا جب مجھے خیال آیا
 دل کی ہر آرزو کو حال آیا
 کتنا نازک تھا دل کا آئینہ
 ٹھیس لگتے ہی ہائے بال آیا
 رُخ پہ کیوں کھیلنے لگی شوخی
 دل میں کوئی حسین خیال آیا

- اٹھیں تغظیم کو مری نظریں
 جب کوئی صاحبِ جمال آیا
 ہر تمنا ہے کچھ پریشان سی
 آپ کو ظلم کا خیال آیا
 جوش دستِ کرم بڑھا ان کا
 جب بھی لب پر کوئی سوال آیا
 ہچکیاں آرہی ہیں اے بہزاد
 اُن کو شاید میرا خیال آیا

جستجوئے حسن و عشق

کہہ رہی ہے یہ آرزو میری
 رکھے اللہ آبرو میری
 پہلے کرتا تھا میں تلاش انہیں
 اب وہ کرتے ہیں جستجو میری

کعبۂ دل کا احترام ہے یہ
 ہر تمنا ہے یا وضو میری
 ہو گیا چاک چاک گل دامن
 گر ہونی آستیں رفو میری
 کہ رہا تھا جوان کے جلووں سے
 سن رہے تھے وہ گفتگو میری
 عسری انفعال رکھ لے گا
 ان کی محفل میں آبرو میری
 یہ خدا کا کرم ہے اے بہزاد
 آج شہرت ہے چار سو میری

چاہتا ہوں ✓

خوشی چاہتا ہوں نہ غم چاہتا ہوں
 فقط اک نگارہ کرم چاہتا ہوں

مغنی ترے نغمہ ہائے طرب میں
 محبت کا میں زیروہم چاہتا ہوں
 نگار جہاں اے حسین زمانہ
 تجھی کو خد کی قسم چاہتا ہوں
 یقین جانئے گا خوشی تو خوشی ہے
 میں غم کا بھی اپنے بھرم چاہتا ہوں
 کہاں ضبط غم ہے کہ اب تکہ نم ہے
 یہ انداز الفت میں کم چاہتا ہوں
 مجھے سجدے کرنے ہیں ہر ہر قدم پر
 میں ہر گام نقش قدم چاہتا ہوں
 میں اس غم کے عالم میں بہزاد مضطر
 بہر حال ان کا کرم چاہتا ہوں

عالم خراب

تو وہی ترا شباب وہی
 کیوں نہ ہو مجھ کو اضطراب وہی
 ظاہر جس کو ہوگی ناکامی
 ہوگا الفت میں کامیاب وہی
 دکھتی ہیں تری نگاہیں کیا
 ہے مرا عالم خراب وہی
 فرق ساقی کی ہے نگاہوں کا
 ورنہ ساغر وہی شراب وہی
 لاکھ الفت کے باوجود اب تک
 تجھ کو مجھ سے ہے اجتناب وہی
 نگہ استعجاب کیا دیکھے
 تیرے جلوے وہی نقاب وہی

ہم ہی شاید بدل گئے بہتر اور
ورنہ ہر سمت ہے شباب وہی

زوقِ تجلی

جلوہ جو بے کہے مجھے تم نے دکھا دیا
میری نظر کے ساتھ ہی دل مسکرا دیا
تو نے عطا کئدہ روزِ ازل مجھے
سب کچھ دیا جو اک دل صبر آزا دیا
مجھ کو اگر ملال ہے تو یہ ملال ہے
اک یاد کرنے والے کو تم نے بھلا دیا
میں نے جہانِ عشق و محبت کے ساتھ ساتھ
دیکھو جہانِ حُسن کو بھی جگ مگا دیا
تیری ہر اک ادا پہ زمانہ کی ہے نظر
تو مسکرا دیا تو جہاں مسکرا دیا

تو نے جو ہاتھ روک لیا کچھ نہ مل سکا
 دینے پہ تو جو آیا تو بے انتہا دیا
 میرے نہ چاہنے پہ بھی بہزاد مبتلا
 ان کو مر سی نگاہ نے سب کچھ بتا دیا

دعوتِ محبت

محبت کی مٹھل میں آ کے تو دیکھو
 ہمارا مقدر جگا کے تو دیکھو
 X محبت نہ گر جھوم جائے تو کہنا
 جوانی کا نغمہ سنا کے تو دیکھو
 گراں بھی ہے بے حد سبک بھی ہے بچہ
 ذرا بار الفت اٹھا کے تو دیکھو
 مزہ تم کو آ جائے گا بندگی کا
 ہر اک گام پر سر جھکا کے تو دیکھو

مری آرزوں کی دنیا کو آکر
نظر سے ذرا گدگدا کے تو دیکھو

عجب چیز ہے انتقامِ محبت
ذرا مجھ پہ تم ظلم ڈھاکے تو دیکھو

یہ مانا کہ بہزاد ہے غم کا عالم
مگر غم میں تم مسکرا کے تو دیکھو

ارے توبہ

حسن کی جنتیں ارے توبہ
عشق کی حیرتیں ارے توبہ
ٹیس اٹھتی ہے مسکراتا ہوں
درد کی لذتیں ارے توبہ
ہائے اس زندگی میں اس دل پر
روز کی آفتیں ارے توبہ

دل پرسانِ حال کوئی نہیں
 اس پہ یہ حسرتیں ارے توبہ
 عشق کے ساتھ بندگی بھی کروں
 اس قدر فرصتیں ارے توبہ
 لٹ رہی ہیں بصورتِ جلوہ

حسن کی دولتیں ارے توبہ
 غم میں بہزاو آپ ہنستے ہیں
 آپ کی تہمتیں ارے توبہ

ذوقِ پریش

قطرِ میری نہیں خالی اثر سے
 نہ خود کو دیکھنا میری نظر سے
 ابھی تازے ہی سے نقشِ قدم ہیں
 ابھی گذرا ہے کیا کوئی ادھر سے

یہ میں کہوں بام و در کو تک رہا ہوں
 مجھے الفت ہے تیرے بام و در سے
 ابھی ٹھیرو ابھی جلووں کو روکو
 ذرا میں پوچھ لوں اپنی نظر سے
 مجھے جس نے کہیں کا بھی نہ رکھا
 خدا سمجھے گا اس بیدا و گر سے
 محبت کی قسم - ذوق پرستش!
 جنہیں مانوس ہے اس سنگ در سے
 خدا کے واسطے اب رحم فرما
 کہو بہزاد اپنی چشم تر سے

زنگینیاں

سمجھتے ہو مجھے میں سو گیا ہوں
 نہیں - زنگینیوں میں کھو گیا ہوں

بہت محفل میں تیری رو گیا ہوں
 بہت اشکوں سے وامن دھو گیا ہوں
 قسم تیرے خیالاتِ حسین کی
 تصور میں ترے گم ہو گیا ہوں
 نہیں سویا ہوا میرا مقدر
 مقدر کی طرح خود سو گیا ہوں
 تاسف رہبر و کیوں ہے کہ خود ہی
 سر منزل میں آکر کھو گیا ہوں
 محبت میں تری حیران خود ہوں
 کہ میں کیا چیز تھا کیا ہو گیا ہوں
 میں بہزادِ حزیں الفت میں بھنس کر
 محبت کا تماشہ ہو گیا ہوں

تابانیاں

ہر اک شے میں تو ہی تو جلوہ گر ہے
 ہر اک شے جانِ دل جانِ نظر ہے
 تمہیں یہ قصہ گیسو و عارض
 یہ اک افسانہ شام و سحر ہے
 یہی ہے بندگی عشق و الفت
 کہ اب یہ سر ہے اور وہ نگ رہے
 اتنی خیر میسری حسرتوں کی
 کہ میرے دل پہ پھران کی نظر ہے
 میں خود کو ان کے آگے بھول بیٹھا
 مجھے اپنی نہیں ان کی خبر ہے
 کہیں جلووں سے نظریں جاڑیں کیا
 کہ غنڈاں آج ہر تابِ نظر ہے

مبارک تجھ کو اے شامِ محبت
 کہ اب غنڈاں جوانی کی سحر ہے
 میں دل کو کیا کروں بہزاؤ مضطر
 مجھے الفت نہیں ان سے۔ مگر ہے

کون؟

نگاہوں کی فضا پر چھا گیا کون؟
 مرے دل میں یہ آخر آ گیا کون؟
 یہ جلووں کی جھلک دکھلا گیا کون؟
 نگاہوں کو مری ترط پانگیا کون؟
 یہ دل پر جلیاں پیرا گیا کون؟
 فنا نہ طور کا دہرا گیا کون؟
 کوئی اللہ یہ مجھ کو بتا دے
 مرے قلب و جگر برپا گیا کون؟

خدا جانے مکاں سے لامکاں تک
 خبر مجھ کو نہیں پہنچا گیا کون؟
 ہر اک ذرہ ہے اک مہر و خشاں
 کرم ذروں پہ یہ فرما گیا کون؟
 نہیں ہیں وہ تو اے میرے تخیل
 تصور میں بتا یہ آ گیا کون؟
 خبر بھی ہے یہ لے بہرا و مضطر
 محبت پر قیامت ڈھا گیا کون؟

شانِ جلوہ

شانِ جلوہ دکھائی جاتی ہے
 ہر نظر آزمائی جاتی ہے
 جان صد میکدہ ہے چشمِ حسین
 ہر نظر ڈگائی جاتی ہے

اب تو ان مدبھری مگکا ہوں سے
 دل پہ بجلی گرائی جاتی ہے
 میں ہوں بچھا ہوں ان حسینوں سے
 اور طبیعت ہے آئی جاتی ہے
 اے گھٹا اس میں میری کیا ہے خطا
 تو بہ خود لڑ کھرائی جاتی ہے
 اشک گرتے ہیں ان کے دامن پر
 غم کی دولت ٹٹائی جاتی ہے
 میں بتاتا ہوں بات اے بہزاد
 جس طرح سے بنائی جاتی ہے

اعتبارات

— آپ کا انتظار کرتا ہوں
 ہر خزاں کو بہار کرتا ہوں

بھلیو؟ اپنے ایشیاں کا غم
 میں بقدر بہار کرتا ہوں
 چاک کرنے کے واسطے دامن
 انتظار بہار کرتا ہوں
 ان کے دعوے ہیں اس قدر ہی جھوٹ
 جس قدر اعتبار کرتا ہوں
 اب پہنچ جاؤں گا میں منزل تک
 راہِ نواختیار کرتا ہوں
 بے خودی دیکھ کر نہ لوٹے آپ
 خود کو میں ہوشیار کرتا ہوں
 میں تو ہر حال میں اے بہزاد
 شکر پروردگار کرتا ہوں

کیوں نہیں ہے؟

مری ہر شے پریشاں کیوں نہیں ہے؟
 یہ دامن بھی گریباں کیوں نہیں ہے؟
 ترا جلوہ مسایا کیوں نہیں ہے؟
 نظر اب گلِ بد اماں کیوں نہیں ہے؟
 یہ کیوں ہیں مضمحل سے آج تارے
 یہ ہر شے اب درختاں کیوں نہیں ہے؟
 تجھی سے پوچھتا ہوں اب مراد ل
 ترا ممنونِ احساں کیوں نہیں ہے؟
 خدا جانے کہ اب تیرا قصور
 نگاہوں میں خراماں کیوں نہیں ہے؟
 ملی یہ حسن کو کیوں نعمتِ خاص
 محبت کیفِ سا ماں کیوں نہیں ہے؟

ہیں پر سناں ہم تو اے بہنرا دسب کے
ہمارا کوئی پرساں کیوں نہیں ہے؟

پردہ داریاں

ہر چکیں پردہ داریاں اے دل
غم کی اب ہوں گی خاریاں اے دل
یاد آتی ہیں یا نہیں آتیں
شب کی اختر شماریاں اے دل
بزم میں ان کی شمع محفل سے
سیکھ لے غم گساریاں اے دل
چاند تاروں سے کیا نہیں ہوتیں
حسن کی جلوہ باریاں اے دل
تیرے روکے توڑک نہیں سکتیں
یہ ہر سی اشک باریاں اے دل

مجھ کو ہاں اک نظر نہیں بھاتیں

تیری یہ آہ وزاریاں اے دل
آج بہزاد کو مناتی ہیں
اُن کی منت گزاریاں اے دل

حُسنِ فسانہ

سننے بیٹھا ہے کل زمانہ کیا؟
عشق کیا عشق کا فسانہ کیا؟
ان کے جلوے یہ مجھ سے پوچھتے ہیں
ہوش میں آگیا زمانہ کیا؟
ہو جو گلشن میں آئیاں ہے وہی
دور گلشن سے آشیانہ کیا؟
کرنے والے وفاؤں کے دعوے
آگیا تجھ کو بھول جاتا کیا؟

ہے مزا غم میں مسکرانے میں
شادمانی میں مسکرانا کیا

ورد و غم ہے مرے ترانے میں
سُن سکو گے مرا ترانا کیا

گر نبا ہوں نہ ان سے لے ہزار
تو کہے گا مجھے زمانہ کیا

ناکامِ محبت

تم سامنے میرے تو نہ لو نامِ محبت
ناکامِ محبت ہوں ناکامِ محبت

- اتنا تو بتا دے کہ یہ قاصد ترے لب پر
پیغامِ جوانی ہے کہ پیغامِ محبت

اللہ محبت سے مجھے کوئی نہ روکے
 معلوم ہے جو کچھ بھی انجام محبت
 جب جانِ محبت ہے تمہارا ہر اک انداز
 پھر خود کہو کیوں کروں اتمام محبت
 جذباتِ محبت پہ ہے اک کیفِ ساطاری
 ہر ایک نظر آپ کی ہے جامِ محبت
 — یہ عارضِ تاباں ترے یہ گیسوئے مشکیں
 اک صبح محبت ہے تو اک شامِ محبت
 جس شخص کو بہزادِ حزیں کہتی ہے دنیا
 ہاں تیری قسم ہے وہی بدنامِ محبت

تلاشِ ناکام

میں زلیت میں کوئی منزل تلاش کرنے سکا
 جو کر سکا ترے قابلِ تلاش کرنے سکا

جہاں عشق و وفا میں خوشی کا ذکر ہے کیا

غم و الم کی بھی محفل تلاش کرنے سکا

تمہیں پتہ ہے تمہیں علم ہے مرے دکا

ہجوم یاس میں ہیں دل تلاش کرنے سکا

گئے جو اس وہ طوفانِ غم میں گھر کے مرے

قریب ہونے پہ ساحل تلاش کرنے سکا

ہزار کوششیں کیں لاکھ جستجوئیں کیں

مگر میں اُن کا مقابل تلاش کرنے سکا

جہاں میں حُسن کے حاصل ملے ہزار مگر

جہاں میں دل کا میں حاصل تلاش کرنے سکا

میں اس کو کیا کروں پہزادانکے جلوؤں کو

نگاہ بن گئی حاصل تلاش کرنے سکا

زندگی محبت

کبھی لب پہ نالے کبھی کچھ منہ ہی ہے
محبت کی بھی کیا عجب زندگی ہے

اگر اس کے ترسے ہوئے ہیں تو ہم ہیں
مہارے لئے حُسن کی کیا کمی ہے،

جبیں ہے مری اور ترے نقشِ پاہیں
یہی بندگی اب مری بندگی ہے

نہیں ماضی و حال میں فرق میرے
جو کل زندگی تھی وہی آج بھی ہے

وہ جذباتِ الفت کو ٹھکرا رہے ہیں
اُسے حُسن کہتے ہیں یہ عاشقی ہے

یہ کیا ماجرا ہے کہ قمری یہ پیل
 ہے جو بھی مری داستاں کہہ رہی ہے
 ذرا جلد تو بزم الفت میں آجا
 کہ اس بزم میں تیرا بہزاد بھی ہے

کچھ اور

کیف ہے انتظار میں کچھ اور
 آمدِ حسن یار میں کچھ اور
 رنگ بدلا ہے لالہ و گل نے
 اب کی فصل بہار میں کچھ اور
 تم اگر پاس ہو تو دل میں مرے
 غم ہے اب کی بہار میں کچھ اور

جتنا ہی بساطِ عشق کا کیا
 ہے مگر لطف ہار میں کچھ اور
 - یہ گھٹا ہے تو آج اے ساتی
 ہے دل مے گسار میں کچھ اور
 ہے یہاں وحشت و جنوں کے سوا
 دامن تار تار میں کچھ اور
 بات بہزاد آج دیکھتا ہوں
 جلوہ حسن یار میں کچھ اور

تیرے بغیر ✓

زندگی دشوار ہے تیرے بغیر
 ہر نفس آزار ہے تیرے بغیر

کھا کے کہتا ہوں محبت کی مٹم
عاشقی بیکار ہے تیرے بغیر
آ۔ کہ اب تو اس جہانِ عشق میں

دل ذلیل و خوار ہے تیرے بغیر
آ بھی اب جانِ مسرت آ بھی جا
غم سے دل دو چار ہے تیرے بغیر
اب مہنسی اک بار بھی لب پر نہیں
آ نکھ نم سو بار ہے تیرے بغیر

دیکھ آ کر یہ ترا بہزاد آج
کس قدر بیزار ہے ترے بغیر

اعتبارِ محبت

ہے اتنا ابھی اعتبارِ محبت
 مرے دل کو ہے انتظارِ محبت
 ادھر ایک ہے ہستیِ ظلم پرور
 ادھر ایک الفتِ شعارِ محبت
 ابھی اک نئی زندگی چاہتا ہوں
 ابھی دیکھنا ہے بہارِ محبت
 جسے تم نے کل دولتِ عشق دی تھی
 وہی آج ہے سوگوارِ محبت
 بتاؤں مری وجہِ تخلیق کیا ہے
 بنا ہوں اٹھانے کو بارِ محبت

حقیقت کو جلوؤں کی پہچانتا ہوں
 نہ بے خود ہو کیوں ہو شیارِ محبت
 محبت کو چاہے وہ جو کچھ بناوے
 ہے بہزاد کو اختیارِ محبت

نخودی عشق

کہہ دیا ان سے دل نے اپنا غم
 ہائے خود کھودیا بھرم اپنا
 آرزو ذرا سنبھل جاتا
 ان سے کہتے ہیں حال ہم اپنا
 کیوں کہوں میں نہیں کوئی ہمدم
 رنج اپنا ہے اور غم اپنا

بڑھ رہا ہے ادھر جہاں سارا
 پڑ رہا ہے جدھر قدم اپنا
 میں نے بدلا ہے آپ ہی کے لئے
 رنگ یہ آپ کی قسم اپنا
 شکل میں آنسوؤں کی اب ہر دم
 حال کہتی ہے چشمِ تم اپنا
 اپنے بہزاد مبتلا پر بھی
 کیجئے کچھ نہ کچھ کرم اپنا

کائناتِ غم

وقتِ رنج و الم حیات ہے آج
 ہاں جواں غم کی کائنات ہے آج

اپنے قرباں کہ ہر نظر میری
 وقفِ بزمِ تصورات ہے آج
 ضبطِ گریہ - شعارِ الفت ہے
 رو رہا ہوں عجیب بات ہے آج
 نظریں تم تک پہنچ نہیں سکتیں
 وہ ہجومِ تجلیات ہے آج
 اشکِ دامن پہ بھی ہیں آنکھ میں بھی
 منتشرِ غم کی کائنات ہے آج
 ہر طرف پارہا ہوں میں تم کو
 کتنا جوشِ تخیلات ہے آج
 با ادب ہے ہر ایک شے بہراو
 کیسا دورِ تکلفات ہے آج

آرزوئے اضطراب

اللہ اللہ آرزوئے اضطراب
 کر رہا ہوں جستجوئے اضطراب
 دیکھ کر ان کو نہ مچلا شکر ہے
 دل نے رکھ لی آرزوئے اضطراب
 اس جگہ پر اب سکوں پاتا ہے دل
 جس جگہ ہوتی ہے بوئے اضطراب
 آنکھ سے غم میں نہیں آنسو رواں
 بہہ رہی ہے آب جوئے اضطراب
 زرد ہے چہرہ تو نظریں ہیں اداس
 اللہ اللہ زنگ و بوئے اضطراب

مضطرب ساغر میں ہاں عجلت کے ساتھ
 لوٹ دے ساتی سبوتے اضطراب
 مضطرب ہر شے نظر آنے لگی
 رُخ سکوں کا بھی ہے سوائے اضطراب
 اے خدائے رنج و غم بہزاد کو
 یوں ہی رکھنا سرخ روئے اضطراب

ہونا تھا

حُسن کو بے نقاب ہونا تھا
 عشق کو کامیاب ہونا تھا
 پیر ہیں اشکوں سے کیوں تری آنکھیں
 ان کو جام شراب ہونا تھا

پڑنی تھی آپ کی نگاہِ کرم
 ذرے کو آفتاب ہونا تھا
 مسکراتیں نہ کیوں ترمی نظریں
 ہر نظر کا جواب ہونا تھا
 تیرے جلووں کی اس میں کیا ہے خطا
 حال دل کا خراب ہونا تھا
 عشق کس واسطے ہوا پیدا
 حسن کا سبب ہونا تھا
 کیوں ہونا کامیوں کا غم بہرہ
 مجھ کو نا کامیاب ہونا تھا

غُرُورِ حَسَنِ

ہم نے اتنا تو دور سے دیکھا
 تم نے ہم کو غرور سے دیکھا
 پھر بھی زد میں نگاہ آہی گئی
 لاکھ جلوؤں کو دُور سے دیکھا
 حَسَنِ والوں نے عشق والوں کو
 جب بھی دیکھا غرور سے دیکھا
 آج فریادِ غم نکل ہی گئی
 اِس دلِ ناصبور سے دیکھا
 جو نظر آئی کامیاب آئی
 آج اُن کے حضور سے دیکھا

لاکھ افسانہ ہائے طور بنے
جلوہ نور نور سے دیکھا

اُس نے مجھ کو بھی آج اے بہزاد
نگہ پُر سرور سے دیکھا

غم عاشقی

رنج و غم عاشقی میں بہتے ہیں
اشک کب بے سبب یہ بہتے ہیں
وہ الم ہو کہ ہو خوشی - ہم تو
مست ہر حال میں ہی رہتے ہیں
دن کے ڈرے یہ رات کے تارے
آپ کے منتظر سے رہتے ہیں

منہک ہم آج کل دن رات
اب تصور میں ان کے رہتے ہیں
خود ہی ہم کو نہیں ہے یہ معلوم
کس کی ہم جستجو میں رہتے ہیں
واسطہ مجھ کو کیا مسرت سے
ہنس پڑوں گا جو آپ کہتے ہیں
خود کو بہزاد شاعر خوش گو
میں نہیں کہتا لوگ کہتے ہیں

حوصلہ عشق

کیجئے عرضِ مدعا کیجئے
عشق میں کچھ تو حوصلہ کیجئے

دہ ستم کہ وہ کرم سے بچیں
 اُن سے ہر بات کا گلہ کیجئے

عشق ہی کیجئے حسینوں سے

زندگانی میں اور کیا کیجئے

دل بنا ہے مسرتوں کے لئے
 دل کو غم سے نہ آشنا کیجئے

ہیں تیامت یہ آپ کے جلوے
 ان کو محفوظ ہی رکھا کیجئے

بات جو ناگوار خاطر ہو

ہم سے فوراً ہی کہہ دیا کیجئے

اپنے بہزاد کے فسانے کو

دل لگا کر ذرا سنا کیجئے

حُسنِ صفات

مجھ کو میری حیات نے لُٹا
 عشق کی کائنات نے لُٹا
 آپ کی بے مروتی کی قسم
 آپ کے التفات نے لُٹا
 زندگی تھی حیات کے قابل
 زندگی کو حیات نے لُٹا
 دولتِ شوق کو مری آکر
 حُسن کی ایک ذات نے لُٹا
 میرے نالوں کا میرے غم کا مزہ
 ایک تاریک رات نے لُٹا

میرے دل کو مری نگاہوں کو
 اُن کی ایک ایک بات نے ٹوٹا
 سچ اگر پوچھتے ہو اے بہزاد
 مجھ کو حُسنِ صفات نے ٹوٹا

لغزشِ مستانہ

پھر ہے کھلا ہوا درمیانہ آج کل
 پھر جوش میں ہے گردشِ پیمانہ آج کل
 کیا ہو رہے ہیں یہ مری توبہ کو دیکھ کر
 لاز و نیازِ شیشہ و پیمانہ آج کل
 صدقے ہزار توبہ تو ہے ایک جام پر
 میرے لئے ہے لغزشِ مستانہ آج کل

واسن بھی چاک چاک گریباں بھی چاک چاک
 وحشت پسند ہے دل دیوانہ آج کل
 ساغر کو لے اڑی مری توبہ کو لے اڑی
 دیکھے تو کوئی جراتِ رندانہ آج کل
 ساتی کو بھی عزیز ہے رندوں کو بھی عزیز
 مستی مری ہے حاصلِ میخانہ آج کل
 بہزاد کا خیالِ حسین ہے مرے لئے
 کہتا ہے یہ تصورِ جانانہ آج کل

الف نہ کر سکے

وا حسرتا کہ تجھ سے ہم الف نہ کر سکے
 حد ہو گئی کہ شکوہ قسمت نہ کر سکے

باز آئے ایسے رعب سے جس رعب میں کہ آج
 ہم بشرح آرزو کی بھی ہمت نہ کر سکے
 وابستہ خیال ہمارا ہے ہر نفس
 ہم دل سے دُور تیری محبت نہ کر سکے
 دل کو کیا نگاہ نے اک آن میں تمام
 شکوے کی آرزو تھی شکایت نہ کر سکے
 بالائے طور دیکھنے والوں کو آفریں
 ہم تو نظر اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے
 ہم ایسی بے بسی کے نہ قربان جائیں کیوں
 دل سے بیاں بھی دل کی حکایت نہ کر سکے
 دُنیاۓ عاشقی میں خوشی تو بڑی ہے چیز
 بہزاد ہم تو غم کی بھی حسرت نہ کر سکے

آغاز اور انجام

آرزو ناکام تھی ناکام ہے
عشق کا آغاز بھی انجام ہے

اللہ اللہ سجدہ ہر گام پر
لب پہ میرے آپ کا ہی نام ہے
ہر نظر سے لاکھ جلوے ہیں عیاں

ہر نظر اُفت کا ایک پیغام ہے

پوچھتے کیا ہو مریضِ حُب کو
آپ کے صدقے میں اب آرام ہے

آہ جب لب پر تھی اب ہوئی نالہ زن
کیا سحر تھی عشق کی کیا شام ہے

کہہ رہے ہیں لوگ دیوانہ مجھے

کیا محبت کا یہی انجام ہے
 کرویا بہزادیوں جلوؤں کو عام
 واقعی یہ حسن کا ہی کام ہے

جانِ محبت

اک بے وفا کو جانِ محبت سمجھ لیا
 میں نے فریبِ دل کو حقیقت سمجھ لیا
 ذروں کو جب ہوئیں تری نورانیاں نصیب
 ہم نے ہر ایک ذرے کو جنت سمجھ لیا
 — اللہ رے بدظنیِ محبت کہ آپ نے
 ہر لفظِ آرزو کو شکایت سمجھ لیا

اب مجھ کو تم سے کوئی شکایت نہیں رہی
 میں نے مہارا ازگ طبیعت سمجھ لیا
 قربان جائے ترے حسن خیال کے
 تو نے ہر اک کو بندۂ الفت سمجھ لیا
 کیا ازگِ صن و عشق ہے کیا ازگِ دھر ہے
 ہر شے کو ہم نے تیری بدولت سمجھ لیا
 کیس اُس نے بے وفائیاں بہرا و مبتلا
 جس کو بھی ہم نے جانِ محبت سمجھ لیا

فیضِ جلوہ

اس کی قسمت کا نام ہو جائے
 جس کو جینا حرام ہو جائے

جلوے وہ چاہتی ہے میری نظر
 جن کی دنیا غلام ہو جائے
 جس کا پینا کبھی خراب نہیں
 وہ عطا ایک جام ہو جائے
 آپ کا ہی کرم ہے یہ ورنہ
 ذرہ غہرِ تمام ہو جائے
 وقت ہے اب نقاب اُلٹنے کا
 تیغ ہاں بے نیام ہو جائے
 وہ فسانہ تو عام ہو ہی چکا
 یہ فسانہ بھی عام ہو جائے
 وہ بھی بہزاد کیا کرے جس کو
 مرنا جینا حرام ہو جائے

جذبہِ دل

اُٹھ رہا ہوں میں تیری محفل سے
 ہو کے مجبور جذبہِ دل سے
 مگر ہی سے ہوں کس قدر مانوس
 بھاگتا ہوں میں دُور منزل سے
 کوئی مجھ تک نہ نا خدا پہونچے
 کر رہا ہوں خطاب ساحل سے
 واقعی آج ہم تو بھر پائے
 ان کی محفل سے رنگِ محفل سے
 رعبِ جلوہ ہے دابِ جلوہ ہے
 گفتگو کر رہا ہوں مشکل سے

لذتیں کس قدر ہوئیں حاصل
 درد سے درد و غم کے حاصل سے
 آرزو سے ہی عشق ہے بہرِ آزاد
 کاش مٹکے نہ آرزو دل سے

گر یہ صبح و شام

ہم نے گر یہ جو صبح و شام کیا
 زندگی الم کا نام کیا
 چشم گریا سے پوچھتا ہوں میں
 دل کا افسانہ کس نے عام کیا
 کر دیا بدگمان وعدوں سے
 کیا یہ تو نے خیالِ خام کیا

اللہ اللہ تیرے جلوں نے
 ہر نظر کو مری سلام کیا
 جام ٹوٹے ٹھہزار توبہ پر
 میں نے خالی جو ایک جام کیا
 بچ کے نکلا جو میکدے سے میں
 مست آنکھوں نے سلام کیا
 شوق سے سن رہے تھے وہ بہزاد
 تم نے افسانہ کیوں تمام کیا

آرزوئے تختہ

رو رہا ہوں تو مجھ کو رونے دو
 عشق میں زندگی کو کھونے دو

رشتہ نور میں محبت کے
 اب مجھے اشکِ غم پرونے دو
 ہر مقدر کا کام ہے سونا
 کیوں جگاتے ہو اس کو سونے دو
 دل کی میرے تمہیں ہے کیا پروا
 درد ہوتا ہے دل میں ہونے دو
 ہے مجھے عمر جاوداں کی تلاش
 جان کھوتا ہوں مجھ کو کھونے دو
 دل کی آغوش میں تھکی باری
 آرزو سو رہی ہے سونے دو
 پائے گا دل سکوں اے بہزاد
 شب گذر جائے صبح ہونے دو

میں ہوں

یہ ہے ارمان میرا دل ہو میں ہوں
 کوئی رنگین سی محفل ہو میں ہوں
 مرزہ ہے زندگی غم کا جب تک
 ہر اک لمحہ کوئی مشکل ہو میں ہوں
 حسین کوئی نہیں جھپٹا نظر میں
 کوئی جلوہ مرے قابل ہو میں ہوں
 یہی ہے صرف اب میری تمنا
 محبت کا مری حاصل ہو میں ہوں
 کبھی وہ دن بھی آئے گا آہی
 مقابل وہ مہ کامل ہو میں ہوں

رہ منزل میں کہہ دوں راہبر سے
 فقط ایک دوری منزل ہو میں ہوں
 محبت کے جہاں میں کاش اب تو
 فقط بہزاد میرا دل ہو میں ہوں

عاشقی کیا ہے؟

پوچھتے ہو۔ کہ عاشقی کیا ہے؟
 کیا ہے یہ غم کی زندگی کیا ہے؟
 خوش ہوں تیری خوشی میں اے ظالم
 میری اس کے سوا خوشی کیا ہے؟
 دامن چاک چاک کے صدقے
 یہ تو آغاز ہے ابھی کیا ہے؟

مرتا جینا ہے کھیل دنیا کا

اُن پہ مرنا ہے بات ہی کیا ہے

کاش اتنا ہی پوچھ لو۔ تم سے

آرزو میری چاہتی کیا ہے

سجدہ کر لینا سنگ در پہ ترے

اور بندے کی بندگی کیا ہے

حسن کی ہے خوشی، خوشی بہزاد

عاشقی کی بھلا خوشی کیا ہے

سکون کائنات

کیا محبت کی رات ہوتی ہے

پہر سکون کائنات ہوتی ہے

کالے ٹکٹی نہیں ہے فرقت میں
کس قیامت کی رات ہوتی ہے
عشق و الفت میں مرگ ناکافی

حاصلِ حسد حیات ہوتی ہے
زندگی تو زندگی ہے مگر
بعد اس کے حیات ہوتی ہے
زندگی میں حیات کی مدت

ایک دن کی ایک رات ہوتی ہے
رات دن کے غم و الم سے مجھے
دیکھے کب نجات ہوتی ہے

کٹ رہی ہے عجیب طور سے زلیت
دن گزرتا ہے رات ہوتی ہے
خوش ہوں بہزاد آج میری نظر
واقفِ حسن ذات ہوتی ہے

ان دنوں

اک بے وفا سے مجھ کو محبت ہے ان دنوں
 اس دل کو تو خوشی بھی اک آفت ہے ان دنوں
 آواز دے رہی ہیں یہ کس کو سترتیں
 مجھ کو تو درد و غم کی ضرورت ہے ان دنوں
 میں بے نیازِ حسن مجازی ہوں آج کل
 آنکھوں میں میری حسنِ حقیقت ہے ان دنوں
 - یہ ساتھ دے رہی ہے ہرک حال میں مرا
 مجھ کو عزیز تر مری وحشت ہے ان دنوں

جن بہار تک بھی مجھے ناگوار ہے

بدلا ہوا سارنگ طبیعت ہے ان دنوں

دیکھو جو اضطراب سوا ہے عجب ہے کیا

ان کا شباب بھی تو قیامت ہے ان دنوں

تجھ کو خبر بھی ہے کہ فقط تیری ذات سے

بہزاد مبتلا کو شکایت ہے ان دنوں

فریب عاشقی

دیا مجھ کو دھوکہ مری عاشقی نے

متناری کہ نہ لوٹا کسی نے

نہ تو آ رہا تھا۔ نہ تیسرا تصور

نگاہوں کو دھوکہ دیا تھا کسی نے

یہ درسِ خودی۔ اس کو اللہ سمجھے

نہ رکھا کہیں کا کبھی اس بے خودی نے

کوئی خود ہی جب ڈوبنا چاہتا تھا

تو کیوں ڈوبتے کو ابھارا کسی نے

یہ سجدوں نے دی ہے مجھے سرفرازی

مجھے سرخپڑھایا مری بندگی نے

خبر ہے؟ ترے حُسن کی زندگی کو

سرا ہا ہے بہزاد کی عاشقی نے

ترانہ بے کیف

بے کیف ہیں آوازیں بے رنگ ترانہ ہے
 جب سے کہ گئے ہو تم ستانِ زمانہ ہے
 آغاز بھی تم ہی تھے انجام بھی تم ہو
 جب بھی یہ فسانہ تھا اب بھی یہ فسانہ ہے
 جو کچھ بھی میں کہتا ہوں جو کچھ بھی وہ سنتے ہیں
 باطن میں حقیقت ہے ظاہر میں فسانہ ہے
 گر تم نہیں بے پردہ پھر کیوں ہیں تینویریں
 ڈرے جو منور ہیں اور روشن جو زمانہ ہے
 بلبل کی زباں پر بھی قمری کی زباں پر بھی
 سیری ہی کہانی ہے میرا ہی فسانہ ہے

پھائی ہے گھٹا ہر سو سنی ہے ہوا ہر سو
 ایسے میں چلے آؤ موسم بھی سہانا ہے
 جاؤں تو کہاں جاؤں اے سنگِ درجاناں
 بربادِ دو عالم ہوں اب کون ٹھکانا ہے
 اے اشکِ ندامت آشرمائے وہ بیٹھے ہیں
 اک آگ لگانا ہے اک آگ بجھانا ہے
 منزل کی کسے پروا اے رہنما ہٹ جا
 ٹھوکر کی تمنا ہے منزل کا بہانا ہے
 یہ رنج و الم کیا ہیں کیفیت و مسرت کیا
 سب ان کے کرشمے ہیں قسمت کا بہانا ہے
 خوش کام دو عالم تھا نا کام دو عالم ہوں
 قدموں پہ زمانہ تھا ٹھوکر میں زمانہ ہے

دنیا بھی تم ہی تک ہے دو عالم بھی تم ہی تک ہے
 جب تم ہی نہیں اپنے بیکار زمانہ ہے
 کچھ ان سے چھپاتا ہوں کچھ دل سے چھپاتا ہوں
 کچھ ان کو سنانا ہے کچھ دل کو سنانا ہے
 پُرزے بھی ہوا تو کیا سالم بھی رہا تو کیا
 دامن کو بہر صورت دامن نظر آنا ہے
 اوروں کو عطا کر دے یہ ساغر و مینا می
 آنکھوں سے پلا ساتی گر تجھ کو پلانا ہے
 بہزادِ حزیں میں نے کھکرا دیئے دو عالم
 اس بزم میں اب اپنا آنا ہے نہ جانا ہے

تخلیقِ دل

دل بنا ہے مصیبتوں کے لئے
 یعنی الفت کی کلفتوں کے لئے

وقت ہے اب تو ہر نظر میری
 تیرے جلوؤں کی جنتوں کے لئے
 میرا دامن - مرا گریباں ہے
 دست و حثت کی وحشتوں کے لئے
 آپ افسوس کر رہے ہیں کیوں
 میری پامال حسرتوں کے لئے
 اس کی کیا بندگی ہے لے واعظ
 جس کے تقوے ہوں جنتوں کے لئے
 انہماک غم و الم - تو بہ !
 دل تڑپتا ہے فرصتوں کے لئے
 اب تو بہزاد کا ہر ایک گناہ
 صرف ہوتا ہے رحمتوں کے لئے

دلِ مغموم

اک دلِ مغموم کو آنسو بہانا آ گیا
 ناز والے ناز کرنے کا زمانہ آ گیا
 انتہائے غم میں بھی مسرور ہوں نشا داں ہوں
 لو مبارک ہو مجھے بھی مسکراتا آ گیا
 اللہ اللہ میری منزل اس سے بھی آگے ہے کیا
 جس جگہ جھکتے ہیں سروہ بھی ٹھکانا آ گیا
 آپ کے نقش قدم پر رکھ جو دی میں نے جنیں
 میرے قدموں میں وہیں سارا زمانا آ گیا
 میری جانب لے چلا آتیا جب میرا نفس
 میں بھی سمجھا کہ میرا آتیا نا آ گیا

خام کارِ عشق بھی اب بچتہ کارِ عشق میں
 صدے سہنا آگئے ہیں غم اٹھانا آگیا
 آپ کے جلوے جو بے پردہ نظر آنے لگے
 میری نظروں میں سمٹ کر کل زانا آگیا
 پاؤں میں لغزش ہے تیرے بند ہیں بکھیں تری
 ہوش میں بہزاد آ۔ وہ آستانا آگیا

نظر آیا

جب وہ دامن کشاں نظر آیا
 وجہ میں کل جہاں نظر آیا

بجلیو؟ ہنس رہی ہو کیوں پیہم
کیا مرا آشتیاں نظر آیا

ان کی رعنائیاں جو عام ہوئیں
سارا عالم جواں نظر آیا

گلستاں پر پڑا جو عکس جمال
گلستاں گلستاں نظر آیا

گزرے جس پر سے آپ وہ جادہ
رشک صد کہکشاں نظر آیا

غم کا ہر لحظہ غم کا ہر لمحہ
آفتِ ناگہاں نظر آیا

میرے دل میں بسا ہوا بہزاد

حسرتوں کا جہاں نظر آیا

نیازِ عشق

آشنا بڑھا نیازِ عشق صورتِ ناز ہو گیا
 یعنی کہ خود ہی آئینہ آئینہ ساز ہو گیا
 قلبِ غریب کی نہ پوچھ وقفِ مجاز ہو گیا
 عام تھا جو کہ واقعہ آج سے راز ہو گیا
 دل کا عجیب حال ہے تیرا سے خیال ہے
 یہ تھا حقیقت آشنا وقفِ مجاز ہو گیا
 افسے و فورِ بندگی بندے ہیں کس غضب کے ہم
 جس نہ نگاہ ڈال دی بندہ نواز ہو گیا
 حال جو میرا حال تھا سجدہ جو بے خیال تھا
 میرا وہ کفرِ بندگی عین نسا ز ہو گیا

لب پہ دعا نہیں ابھی، نالہ رسا نہیں ابھی
 لطف یہ ہے درِ قبول پہلے سے باز ہو گیا
 آج ہے عشق بے خبرِ حُسن کا مرکزِ نظر
 دیکھو! نیازِ عشق بھی واقفِ ناز ہو گیا

نگاہِ حُسن

شبِ غم یہ کیوں مختصر ہو گئی
 آہی ابھی سے سحر ہو گئی
 کبھی آہ کی اور کبھی رو دیئے
 اسی حال میں رات کھبر ہو گئی
 رہِ عشق میں صرف اتنا ہوا
 جبیں واقف رہ گزر ہو گئی

مبارک۔ مراد دل تڑپنے لگا
نظر آپ کی سار گر ہوگئی

کبھی آہ ہم نے نہ کی درد میں
کبھی گر ہوئی آنکھ تر ہوگئی

نگاہِ محبت کی فتمت کھلی
نظر چار بار دگر ہوگئی

مرے حال کی ان کو بہزاد آہ
نہ جانے کہ کیوں کر خبر ہوگئی

فتنہ سامانیاں

سامنے بے پردہ کیا وہ فتنہ ساماں آگیا
خود بخود کیوں ہاتھ میں گریباں آگیا

لو ہماری بہت پرستی عین ایمان بن گئی
 کفر کے انداز میں جانِ صدایاں آگیا
 کیوں نہ جھک جانی جسین شوق ہر جانب مری
 جس طرف نظریں اٹھیں وہ روئے تاباں آگیا
 تجھ کو کیوں آخر تلاش و جستجو کرنا پڑی
 میں نشیمن لے کے اپنا برقِ سوزاں آگیا
 پھر ٹبھا دستِ جنوں پر و گریباں کی طرف
 ہو مبارک زنگ پر اپنے گلستاں آگیا
 آگیا ہرزخم کو دل کے نمک پاشی کا لطف
 ہاتھ میں جس وقت بھی ان کے نمکداں آگیا

میں تو تھا بہتر او مضطر بے نیاز آرزو

یہ مری تقدیر تھی ہاتھ ان کا داماں آگیا

غمِ محبت

زمانے بھر کا غم ہے اور میں ہوں

محبت کا الم ہے اور میں ہوں
جفاؤں کے لئے ہے میری ہستی

ستم گر کا ستم ہے اور میں ہوں
مری توبہ؟ مجھے اب چاہئے کیا

سُروِ بیش و کم ہے اور میں ہوں
مرے ایمان کا اللہ حافظ

کسی جُبت کی قسم ہماور میں ہوں
سر مرثگاں ہیں کچھ ساکت سے آنسو

مرے غم کا بھرم ہے اور میں ہوں

مرے دامن کی رنگینی نہ پوچھو
 کسی کی چشمِ نم ہے اور میں ہوں
 تصور میں کوئی اٹھلا رہا ہے
 ہر اک جانبِ ارم ہے اور میں ہوں
 مری ناشکریاں اللہ تو بہ!
 غمِ جاہ و حشم ہے اور میں ہوں
 مری قسمت تو اے بہزاد دیکھو
 کہ اب دستِ کرم ہے اوڑیں ہوں

اشارے

مرے دل کو کر کے اشارےِ محبت
 مجھے دے رہی ہے سہارےِ محبت

نہ تم کو پکارے تو تم ہی بتاؤ
کسے غم میں گھر کر پکارے محبت

گر بیاں ہے کیوں چاک کوئی تو پوچھے
ذرا اپنی حالت سنو ارے محبت

مری سمت دیکھو مجھے یہ بتاؤ
کسے کر رہی ہے اشارے محبت

بساطِ الم میں میں یہ چاہتا ہوں
نہ جیتے محبت نہ ہارے محبت

محبت کے تو نام پر میں مٹا ہوں
پکارے تو مجھ کو پکارے محبت

وہ بہزاد! کھلائیں گے داغِ الفت

وہ چمکائے گی چاند تارے محبت

حاصلِ عزم

جس کو کہتے ہیں مسرتِ عزم کا حاصل ہوگئی
مبصری محفل رفتہ رفتہ ان کی محفل ہوگئی

یادان کی اس قدر دل میں رہی دل ہوگئی
زندگی اب زندگی کہنے کے قابل ہوگئی

رہروئی راہ الفت صرفت میرا کام ہے
جس قدر نزدیک پہنچا دور منزل ہوگئی

میرے کشش کے لئے رحمت ہے یہ طوفان تیز
اللہ اللہ موج جو اٹھی وہ ساحل ہوگئی

محو حیرت کر رہی ہیں آئینہ سامانیاں
جانے کیا شے ہے کہ جو میرے مقابل ہوگئی

آنکھ میں اشک الم بن کر رہی ہے یاد دوست
 جب مرے سیتے میں درائی مر اول ہو گئی
 ہائے کیا اس چشم نازک میں بھی آنسو آگئے
 بے کہے کیوں داستان کہنے کے قابل ہو گئی
 اک زمانہ تھا کہ ان کے واسطے جیتے تھے ہم
 ان کی خاطر زندگی بہزا دشکل ہو گئی

کلام مرا

صبح میری نہ وقتِ شام مرا
 غم نے برہم کیا نظام مرا
 وجد میں ہے جہاں محبت کا
 ان کے لب پر ہے آج نام مرا

کیوں گر جتا ہے مجھ پہ ابر بہار
 توبہ لینے گئی ہے جامِ مرا
 جانتے ہیں یہ خوب نقشِ قدم
 نقشِ سجدہ ہے گامِ گامِ مرا
 جُرمِ کہتی ہو جو محبت کو
 ایسی دنیا کو ہے سلامِ مرا
 کاش یہ جلوے ہی ترے تجھ تک
 آج پہنچا دیں اک پیامِ مرا
 آہ بہزاد ؟ خوب کہتے ہو!
 سن کے کہتے ہیں سب کلامِ مرا

کیفِ عاشقی

مجھ کو کیفِ عاشقی حاصل کہاں
 میں کہاں اور آپ کی محفل کہاں
 گھر گئی جلووں میں میری حشمِ شوق
 مجھ کو لے آیا میرا دل کہاں
 آہِ دل نے تھام لی کشتیِ دل
 ورنہ بھر غم کا ہے ساحل کہاں
 دل سے اٹھی لب سے باہر ہوئی
 دیکھتے پہنچے یہ آہِ دل کہاں
 ہے نظر میں حُن کی معیارِ عشق
 عشقِ میرا حُن کے قابل کہاں
 اپنی میں اس خفتہ پانی کے نثار
 میں کہاں اور قربتِ منزل کہاں

کچھ نہیں معلوم بہتر آؤ خزیں
میں کہاں ہوں اور ہو میرا دل کہاں

رنگِ کرم

رہ گئیں تشنہٴ بیاں آہ مری کہانیاں
رنگِ کرم نہ لے سکیں یار کی مہربانیاں

میرا ہی سادہ ہے مزاج اسکی تو اور بات ہے
ورنہ اسی طرح سے ہیں عشق کی بدگمانیاں

ہو گیا محشر خموش جوش رہا بعد ہوش
حسن نے جب نگاہ کی لٹنے لگیں جوانیاں

اب بھی ہے دل میں درد سا ابھی اشکِ غم نما
یاد ہیں آج تک ہمیں آپ کی مہربانیاں

غم نے تمام کر دیا قصے کو عام کر دیا
خواب سبک کے واسطے آہ یہ سرگزائیاں

عشق کی یہ خصوصیت حسن کی یہ عمومیت
ایک نظر کے سامنے لاکھ میں ضوئیاں
میری طرف نگاہ کر دل کو نہ یوں تباہ کر
یاد رہیں گی عمر بھر یہ تری مہربانیاں

مائلِ غم

اشکِ نوحوں دل کا حال کہتے ہیں
اس کو رنگِ ملال کہتے ہیں
آج تک کوہِ طور کے ذرے
داستانِ جمال کہتے ہیں

ہے خراج و فاکہ کی مجھ کو طلب
 ہاں اسی کو سوال کہتے ہیں
 تیری آنکھوں میں جو ہے مے اس کو
 اہل عالم حلال کہتے ہیں
 اس تھا پہلے تجھ سے اب نفرت
 اس کو شیشے میں بال کہتے ہیں
 بند آنکھیں ہیں سیری لب میں خموش
 اس کو مخو خیال کہتے ہیں
 ہر طرح خوش ہوں آج میں بہزاد
 اس کو غم کا مال کہتے ہیں

حسُن کا صدقہ

تمہارے نہ تھے جو تمہارے ہوئے ہیں
 جو جیتے ہیں وہ بھی ہارے ہوئے ہیں

پہنچ کر فلک پر جوتارے ہوئے ہیں
 یہ صدقے تمہیں پر اتارے ہوئے ہیں
 نہ سمجھا زمانہ نہ جانے دو عالم
 نظر ہی نظیر میں اشارے ہوئے ہیں
 ہزاروں حجابوں میں بھی وہ کجلی
 زمانہ یہ سمجھا نظارے ہوئے ہیں
 بڑے زور میں چل رہی ہیں ہوائیں
 ہم اپنا سفینہ ابھارے ہوئے ہیں
 مرے قلب میں تکتے جو داغِ محبت
 وہی بڑھ کے یہ چاند تارے ہوئے ہیں
 بہت تیز سب کے قدم بڑھ رہے ہیں
 کسی کے یہ رہو پیکارے ہوئے ہیں
 ہماری نہ صورت پہ بہزاد جاؤ
 کہ ہم تو محبت کے مارے ہوئے ہیں

اثرِ رنگ و بو

عمر گزری ہے غم اٹھانے میں
اور کیا ہے مرے فسانے میں

اثرِ رنگ و بو - بہار؟ نہ پوچھ
خون روتا ہوں اس زمانے میں

کہہ رہا ہوں میں داستانِ جنوں
محو ہیں وہ مرے فسانے میں

دل کو کیوں کر نہ دعوتِ غم دوں
لطف آتا ہے غم اٹھانے میں
ناکمل ہے داستاںِ ورنہ

کچھ تامل نہ تھا سنانے میں

جلوے شوخن کے مقابل ہیں
 کیوں جھجک ہو نظر اٹھانے میں
 نام بہزاد کا بھی آتا ہے
 عشق و الفت کے ہر زمانے میں

تصوّر ✓

بہت ہی حسین ہے تمہارا تصوّر
 نظر آفریں ہے تمہارا تصوّر
 مرے دل کی زینت نگاہوں کی زینت
 بھلا کب نہیں ہے تمہارا تصوّر
 نگاہیں تصوّر کی خیرہ نہ ہوں کیوں
 بڑا مہ جبین ہے تمہارا تصوّر

مبارک ہو یہ ربط حسن و محبت
 ہماری جبین ہے تمہارا تصور
 تمہارا تخیل ہے ایمان دل کا
 نگاہوں کا دیں ہے تمہارا تصور
 نگاہوں کا مرکز اگر ہو تو تم ہو
 نظر میں کہیں ہے تمہارا تصور
 ہے بہزاد کو محویت کس بلا کی
 اُسے بالیقین ہے تمہارا تصور

جام رنگیں

آ رہے ہو اور نظر ہے جام پر
 مرٹا میں لغزش ہر گام پر

بے سبب آنسو نہیں بہتے مرے
 رو رہا ہوں میں دلِ ناکام پر
 زاہدِ نادان نے لاکھ صدقے کئے
 لاکھ تقویٰ ایک رنگیں جام پر
 ہو گیا میخانے میں کتنا ہجوم
 ایک آوازِ صلائے عام پر
 عشق کی آخر نظر ٹپ رہی گئی
 حسن کے آغاز اور انجام پر
 بے خودی مجھ کو سمجھنے دے ذرا
 مست ہوتا ہوں میں کس کے نام پر
 خوش کہاں ہے۔ ہائے بہزاد حزیں
 مہنس رہا ہے آج صبح و شام پر

ڈرتا ہوں

ہر الم ہر خوشی سے ڈرتا ہوں
 الغرض زندگی سے ڈرتا ہوں
 عشق کے التفات کی سوگند
 حسن کی بے رخی سے ڈرتا ہوں
 کیوں لرزتے ہیں پلوں وقتِ نماز
 کیا کروں بندگی سے ڈرتا ہوں
 گھر کے رعنائیوں میں جلوؤں کی
 دل کی وارفتگی سے ڈرتا ہوں
 ان کے بخور و بستم کا خوف نہیں
 اپنی غم پروری سے ڈرتا ہوں

چاک دامن تو غم کا ہے آغاز
 عشق میں کیوں ابھی سے ڈرتا ہوں
 ذکر اُن کا ہی کیا ہے اے بہنرا
 اب تو میں ہر کسی سے ڈرتا ہوں

ناواقفِ کرم

میں جو ناواقفِ کرم نہ رہا
 کوئی ارمانِ درد و غم نہ رہا
 آہ و نالہ تو ہے وہی لیکن -
 سازِ غم میں وہ زبردِ کرم نہ رہا
 عاشقی کا تو ہے بھرم باقی
 قائم اپنا اگر بھرم نہ رہا

دست کش ہو گئے ستم سے کیوں
 کیا نظر میں کوئی ستم نہ رہا
 باقی ارماں کوئی مرے دل میں
 نہ رہا آپ کی قسم نہ رہا
 ترسیں جلووں کوئیوں نہ یہ نظریں
 باز دروازہ ارم نہ رہا
 سب کی بہزاد پر نوازش ہے
 ہاں مگر آپ کا کرم نہ رہا

نقابِ محبت

ٹھے گی جو رخ سے نقابِ محبت
 نظر آئے گا اضطرابِ محبت

میں جس دم ہوا باریابِ محبت
صدا آئی آیا خرابِ محبت

نگاہوں سے برسا رہے تھے وہ سستی

نگاہوں سے پی ٹی شرابِ محبت

فسانہ مراد دیکھنا ہوتو - دیکھو

کتابِ محبت میں بابِ محبت

ملی حُسن کی آج معراج اُن کو

ہے قدموں پہ اک کامیابِ محبت

نوازش ہے یہ جلوہ ہائے عین کی

کہ ذرہ بنا آفتابِ محبت

یہ دامن نہیں چاک بہراؤ مضطر

ملی ہے یہ تعبیر خوابِ محبت

طوفانِ غم

ماشقی کی سمت کیا جاتا ہوں میں
 غم کی اک روپے پہا جاتا ہوں میں
 سوے ساحل لے چلا طوفان مجھے
 رخصت اب اے ناخدا جاتا ہوں میں
 عشق کے صدقے محبت کے تثار
 ہائے کیا تھا کیا ہوا جاتا ہوں میں
 کس کی کارن زندگی رسوا ہوئی
 کس کی اُلفت میں مٹا جاتا ہوں میں
 کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیوں
 کھویا کھویا سا ہوا جاتا ہوں میں

بے تامل بے توقع بے دھڑک
 ہاں فضائے غم پہ چھا جاتا ہوں میں
 غم کے ہاتھوں اب تو بہزا و حزیں
 اپنی نظروں سے گرا جاتا ہوں میں

✓ دردِ پروری

سر ہے قدموں پہ بے خودی تو دیکھ
 اپنے بندے کی بندگی تو دیکھ
 بے خبر خود سے باخبر تجھ سے
 بے خودی میں یہ آگہی تو دیکھ
 جان دینے کو زندگی سمجھے
 عشق والوں کی زندگی تو دیکھ

مد بھری مست انگھڑیوں والے
 تیرے تیراں ادھر کبھی تو دیکھ
 غم میں مسرور ہوں الم میں خوش
 کیا خوشی ہے مری خوشی تو دیکھ
 حال آتا ہے یہ غلش پہ آسے
 دل کی یہ درو پروری تو دیکھ

تیرا بہن آدھی ہے محو نیاز
 ناز والے نیاز بھی تو دیکھ

تلاش

آہ و نالے کی اور فغاں کی تلاش
 ہے مجھے غم کے کارواں کی تلاش

غم کا افسانہ راز ہے اب تک
 کر رہا ہوں میں رازوں کی تلاش
 پھر رہا ہوں لئے جبینِ نیاز
 ہے ترے سنگِ آستان کی تلاش
 ہے مجھے کس کی جستجو مت پوچھ
 ہے مجھے جانِ داستاں کی تلاش

— یہ مری غم پسندیاں۔ تو یہ
 عیش میں ہے غمِ جواں کی تلاش
 فصلِ گلِ فصلِ رنگ و بو کو ہے
 روحِ گلِ جانِ گلستاں کی تلاش

کس کی بہنِ ادا کو تلاش ہے آج
 ہے اسے ایک مہرباں کی تلاش

اُن سے

تم کو بلا تو لوں مگر آ بھی سکو گے تم
 سچ سچ کہو یہ بار اٹھا بھی سکو گے تم

تم کو تخیلات میں لا تو رہا ہوں میں

بزمِ تصورات سجا بھی سکو گے تم

— اظہارِ عاشقی تو کروں لاکھ بار میں

بارِ جنونِ شوق اٹھا بھی سکو گے تم

جلووں سے چار ہونے کو تیار ہے نظر

اس کو فریبِ جن میں لا بھی سکو گے تم

ذّرہ تو لاکھ مرتبہ تم پر کرے نگاہ

ذّرے کو آفتاب بنا بھی سکو گے تم

دنیاے دل حسین بنانے کے واسطے

میری فضاے شوق پہ چھا بھی سکو گے تم

بہزاد اک نگاہِ محبت فریب پر

کل دل کی کائناتُ لٹا بھی سکو گے تم

کبھی کبھی نہیں

تاثیر سوزِ آہ کبھی ہے کبھی نہیں

ان کی طرف نگاہ کبھی ہے کبھی نہیں

جلوہ بہ جلوہ گاہ کبھی ہے کبھی نہیں
 ناکامی نگاہ کبھی ہے کبھی نہیں

اس نازنین نگاہ کے قربان جائیے
 تجدید رسم و راہ کبھی ہے کبھی نہیں

سجدے تو کر رہا ہوں مسلسل تری طرف
 اندیشہ گناہ کبھی ہے کبھی نہیں

اب تک سمجھ سکا نہ دل مضطرب کو میں
 اس سنگ دل کی چاہ کبھی ہے کبھی نہیں

ساتی کا احترام اشارا بھی فرض ہے
 تو بہ۔ سے یوں نباہ کبھی ہے کبھی نہیں

کر لیتا ہوں گناہ میں بہزاد گاہ گاہ
 فردِ عمل سیاہ کبھی ہے کبھی نہیں

آفتاب آیا

بزم میں ساغر شراب آیا
یعنی گردش میں آفتاب آیا

جب بھی آیا مجھے خیال سکوں
رقص میں دل کا اضطراب آیا

ان سے نظروں کے چارہوتے ہی
زندگی میں اک انقلاب آیا

کچھ سمجھ میں نہ آسکی یہ بات

مجھ سے کیوں آپ کو حجاب آیا

منظرِ عام پر وہ کیا آئے

کل زمانے پہ اک شباب آیا

چار جانب بکھر گئے جلوئے

سامنے وہ جو بے نقاب آیا

آیا بہزاد بزم میں - کہ کوئی

حائل عالم خراب آیا

نہ پوچھ

تو میرا غم نہ پوچھ تو میری خوشی نہ پوچھ
کیونکر گزر رہی ہے مری زندگی نہ پوچھ

نظروں میں پھر رہا ہے ترا سنگ آستاں
 کس لئے ہے وقت میری زندگی نہ پوچھ
 دامن کو میرے دیکھ گریباں پہ کر نگاہ
 میرے جنوں کے حال کو مجھ سے کبھی نہ پوچھ
 معلوم کر فنا نہ طور و کلیم سے
 میری نظر سے جلووں کی تابندگی نہ پوچھ
 ہاں واقعاتِ محفلِ نظارہ جمال
 میں ہی تجھے بتاؤں گا لیکن ابھی نہ پوچھ
 ڈرتا ہوں تو غرور نہ کرنے لگے کہیں
 ہے کون میرا حاصل و بستگی نہ پوچھ

بہزاد گم ہے تیرے ہی حسن و جمال میں
 بہزاد سے تو عالم وارتگی نہ پوچھ

دل نہ رہا

افسوس نہیں وہ غم باقی افسوس کہ وہ دل ہی نہ رہا
 جو رونق محفل تھا اب تک وہ صاحب محفل ہی نہ رہا
 بدلا ہے نظام کون و کمال اب بھی نظر آتے ہیں نہا
 اب منزل کس کی قدر کرے آوارہ منزل ہی نہ رہا
 دل ٹوٹ چکا دل ٹوٹ چکا وہ دامن ہاتھ سے چھو چکا

غم لاکھ ہیں دنیا میں لیکن میں غم کے قابل ہی نہ رہا
 جب تک میں تھا ساحل کے قریں دل مضطر تھا دل تھا غمگین
 اب کون کرے آہ و نالہ اب سامنے ساحل ہی نہ رہا
 اب آؤ زمانے کو چھوڑیں الفت کے فسانے کو چھوڑیں
 بہزاد حزیں وہ ہم نہ رہے بہزاد حزیں وہ دل نہ رہا

زندگی محبت

غم اٹھا کے بھی بے بسی نہ ہوئی
 یہ محبت کی زندگی نہ ہوئی

۱۴۴
عمر گزری جھکائے سر لیکن

ہم سے تکمیل بندگی نہ ہوئی
بے فغانی میں ہے فغان کارنگ

خامشی عینِ خامشی نہ ہوئی
توبہ آسان تر تو ہے واعظ

ہم سے یہ بات یہی کبھی نہ ہوئی
ان کا لطف و کرم رہا بیکار

دردِ دل میں کوئی کمی نہ ہوئی
صبح آئی ہزار بار مگر

شامِ غم کی سحر کبھی نہ ہوئی

اس کا رونا ہے آج تک ہزار

زندگی ہائے زندگی نہ ہوئی

تمام شد

۱۶۵۰۶

۸۹۱۵ (۳۳۱۶)

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔
